رجسٹرڈ نمبر ا ے ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر ۔ خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی میکرد ۔ میگفت گدا بودن کنعان خوشتر

ہفتہ وار

کاکوری اخبار

ایڈیٹر و پروپرائٹر ۔ نجم الدین

جلد ۳ | کاکوری شنبہ یکم مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ | نمبر ۲۱

ادبیات

(جناب منشی نور الدین صاحب کیفی مرحوم کاکوروی)

(وطن کے مشاعرہ ۱۹۰۵ء میں جسمین طرح تھی "وہ کیا پردہ میں سے"
جسکا چرچا جابجا بھی ہے" مرحوم نے یہ غزل پڑھی تھی)

ہمارے دین و ایمان میں محبت کا مزا بھی ہے ۔ خدا سے لو لگی بھی ہے بتون سے دل لگا بھی ہے
بتون کا حسن جان افروز دلکش دلربا بھی ہے ۔ مگر طرز ادا کہتی ہے ظالم بیوفا بھی ہے
جواب خط اگر فرط نزاکت سے نہیں لکھا ۔ ذرا یہ تو بتا قاصد زبانی کچھ کہا بھی ہے
لگاوٹ دل کی ظاہر ہو گئی آنکھیں ملانے سے ۔ کسی کی بے رخی میں اک ادا رنگ وفا بھی ہے
فدا ہو حور پر زاہد ذرا اس سے یہ پوچھو تو ۔ کہ جسپر جان دیتے ہو وہ صورت آشنا بھی ہے
شرارت کیسے چشم شوخ کا نیچی نظر کرنا ۔ یہ کہتا ہے کہ کافر شوخ ہی نہیں کچھ حیا بھی ہے

شہید ناز کی خوش قسمتی کیفی سے پوچھو تو
شریک خون عاشق آپ کا رنگ حنا بھی ہے

(بسلسلۂ حیدر آباد کی اطلاعات)

(۲) منشی اعجاز حسین علوی صاحب اعجاز کا سلسلۂ علالت برابر جاری ہے بلکہ اندیشہ ناک صورت اختیار کرتا جارہا ہے۔ بغل کے نیچے پسلیوں کے قریب تین گلٹیان ہیں جنمیں درد کی تکلیف ہے۔ ڈاکٹر نے ناسوری گلٹیان تشخیص کی ہیں۔ جالندھر مشن اسپتال کے ڈاکٹر کے خیال میں ناسور کا ہونا یقینی نہیں ہے بلکہ امکان ہے۔ م

سب کان کھولکر سن لیں

(۱) کان کے درد کو کبھی حقیر چیز نہ خیال کرنا درد ہوتے ہی کسی اچھے معالج سے مشورہ کر لینا ضروری ہے۔

(۲) کان میں کھجلی ہو یا میل بھرا ہوا معلوم ہو تو کبھی ایسا نہ کرنا چاہئے کہ باریک تیلی یا دیا سلائی سے کان کو کریدا یا کھجلایا جائے اسکا نتیجہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ خود تیلی یا سلائی کے ذریعہ سے کوئی تعدیہ کان کے اندر پہونچ جائے یا کان کے پردے کو کچھ صدمہ پہونچ جائے۔

(۳) کان کے اندر تیل یا کسی نباتاتی چیز کا عرق بھی نہ ڈالنا چاہئے ایسی چیزون کی موجودگی جراثیم کی پرورش میں مدد دے سکتی ہے۔

(۴) زکام کی حالت میں ناک زور سے نہ سنکنی چاہئے ایسا کرنے سے تعدیہ یوسٹیکین ٹیوب (وہ نالی جو حلق سے اندرونی کان میں جاتی ہے) میں داخل ہو سکتا ہے اور بیماری درمیانی کان تک پہونچ سکتی ہے اسکے بجائے یہ بہتر ہے کہ ناک کی رطوبت کو پیچھے حلق میں لیجا کر بلغم کی طرح منھ سے تھوکا جائے۔

(۵) زکام کی حالت میں تیرنا ہرگز نہ چاہئے یہ خیال کہ تیرنا زکام کیلئے مفید ہوتا ہے غلط ہے۔

(رسالہ ہمدرد صحت)

ہمارہ انجکشن تجویز کئے گئے ہیں جیسے جلسے ہیں خون کا طبی امتحان کر کے دیکھا جائیگا خدانخواستہ اگر ناسوری اثرات خون میں پائے گئے تو ریڈیم کے طریقہ علاج کی ضرورت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۴	کاکوری شنبہ یکم مارچ ۱۹۳۵ء	نمبر ۲۱

سچے کا خواب

(از منشی مشیر احمد علوی القادری صاحب ناظر کاکوری بی۔ اے)

(۲)

حاکم تہار کو مجھ سے نے ذلیل وخوار کیا باین ہمہ برادران وطن توحید کے رازوں سے آشنا نہ تھے اور وحدانیت کے رمزوں کو بے ساز تصور کرتے تھے تن تنہا تمام شہر کا کیسے مقابلہ کرتے آلام و مصائب سے عاجز آکر وطن مالوف سے ہجرت کی لیکن تبلیغ حق جاری تھی پہلے خفیہ تھی لیکن اب تو سونا آگ پر تپنے کے بعد کندن کی طرح دمک رہا تھا۔ مصر کے دور دراز ملک میں چلے گئے وہاں بادشاہ وقت نے ہاجرہ کو پیش کیا اور کچھ دنوں کے بعد ملک فلسطین میں واپس آئے۔ وقت کم ہے اور داستان لمبی اسلیے داستان گو نے بیچ کی کڑیاں مصلحتاً چھوڑ دی ہیں جو ہمارے مطلب کیلئے کچھ زیادہ مفید بھی نہ تھیں۔ ابراہیم کی پہلی بیوی سے ایک صاحبزادہ اسحاق پیدا ہو چکے تھے ہاجرہ کے بطن سے بھی ایک صاحبزادہ تولد ہوئے مگر قدرت کا امتحان ابھی باقی تھا ابراہیم کی بیوی سارا کو ہاجرہ سے رشک پیدا ہوا اس رشک نے شکر رنجی کی صورت اختیار کر لی تھی ابراہیم کو اسمٰعیل کے پیدا ہونے سے پہلے فرشتے بشارت دے چکے تھے جسوقت اسمٰعیل پیدا ہوئے اُسوقت شکر رنجی کی جھلستی ہوئی آگ پورے شباب سے بھڑک اٹھی چنانچہ ابراہیم نے اپنے دل پر پتھر رکھکر ماں اور بیٹے کو ایک غیر مزروعہ وادی میں جو مقام مسکن سے بہت دور تھا ایک بے آب و گیاہ ریگستان کے قریب چند روٹیاں اور پانی کا ایک مشکیزہ قوت لا یموت کیلئے دیکر چھوڑ آئے۔ مگر شفقت پدری سے مجبور تھے اور روزی رسان خلائق کے دربار میں گڑگڑا کر عرض کی کہ اے رب میں نے بسایا ہے اپنی اولاد کو میدان میں کہ جہاں کھیتی نہیں تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے بعض لوگوں کے دل انکی طرف مائل کر دے اور روزی دے انکو میووں سے شاید وہ شکر کریں۔ والد ماجد دعائیں دیکر رخصت ہوئے اور مصیبت زدہ ماں اپنے بیگناہ خورد سال بچے کی پرورش کرنے لگی لیکن زبان نہ شوہر کی شکایت سے آسودہ نہ دل میں مالک دو جہان کے جبر کا خوف گذرا جسکے احکام کی تعمیل میں جلا وطنی کی سزا دیگئی تھی ہمارے برادران وطن کے اساطیر میں اسی قسم کی ایک کہانی پائی جاتی ہے اور پڑھے لکھے لوگ سری رامچندر جی کے بن باس میں اسی عہد عتیق کی کہانی کا شائبہ محسوس کرتے ہیں!

یہ زمانہ سخت تھا جب پانی کا ذخیرہ ختم ہوا اور معصوم بچہ تشنگی کی تکلیف سے ایڑیاں رگڑنے لگا تو دکھیاری ماں پانی کی جستجو میں ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی تک جاتی اور بار بار واپس آکر دیکھ جاتی تھی کہ بچہ درندوں سے محفوظ ہے اور سانس باقی ہے یا رخصت ہو گئی چارہ ساز بیچارگان کو مضطر پر رحم آیا قریب ہی پانی کا ایک چشمہ نظر آیا جو معصوم نبی زادی کی سلامتی جان کا وسیلہ ہوا اب شہر ہی کے پاس مردم و ملخ و مور جمع ہوئے سوداگروں کے قافلے اس مقام کے قریب آباد ہوئے رفتہ رفتہ شہر بس گیا اور ان جلاوطنوں کی باحسن وجوہ پرورش ہوئی اسکو بھی زمانہ گذر گیا اور اسمٰعیل اس قابل ہو گئے کہ وہ چلنے پھرنے لگے اور شکار کرنے لگے ضعیف العمر باپ کبھی کبھی فرط محبت سے نور نظر کو دیکھنے اس ریگستان میں جایا کرتے تھے۔

ایک دن جب ابراہیم بظاہر سو رہے تھے دیکھنے والوں کیلئے آنکھیں بند تھیں لیکن دل خالق اکبر کی یاد سے غافل نہ تھا تو معلوم ہوا کہ کوئی شخص انکو یہ حکم دیتا ہے کہ اپنے چہیتے بیٹے کی قربانی کرو بیدار ہوئے کئی دن تک خیال رہا کہ یہ حکم کیسا ہے ایک آدھ دن کے بعد پھر یہی خواب دیکھا تو اب یقین ہو گیا تھا کہ یہ آواز خدا کی طرف سے ہے اسلیے اسمٰعیل کے پاس گئے اُن سے یہ واقعہ بیان کیا نہ ایسی اولاد دنیا میں دیکھی اور نہ کسی مقدس باپ نے جیسے ہی ارشاد حق بیان کیا فرزند سعید نے زیادہ نے تعمیل ارشاد پر رضا ظاہر کی اور کہا حکم ربی پورا ہو کر رہیگا انشاءاللہ

آپ مجھ کو ثابت قدم پائین گے لیکن آپ اپنی آنکھون پر پٹی باندھ لیجیے گا ممکن ہے کہ شفقت پدری سے آپ میرے گلو پر چھری نہ پھیر سکین اور اس طرح آپ حکم خداوندی کے نہ بجا لانے کے مجرم ٹھہرین۔ امتحان سخت تھا ایک طرف شفقت تھی محبت تھی رفاقت تھی اولاد تھی دوسری جانب خدا کا حکم تھا پیغمبر کی بات تھی خالق اکبر کا ارشاد تھا بجا لایا جاتا یہ ممکن نہین کہ سعادت عزیز بیٹے کے نصیب مین تھی کہ قربان ہو کر رہتی دنیا تک اپنا نام تاریخ مین چھوڑا بہر حال ارشاد حق کی تعمیل شروع ہوئی نور نظر لخت جگر اور وہ بخت جگر جو ہزار ہا منتون اور مرادون کا نتیجہ تھا دعاہاے شب و سحر کا حاصل نمازون اور وظیفون کا انجام سامنے ہے ضعیف العمر پیغمبر حکم ایزدی پر سر تسلیم خم کیے ہوئے ہاتھ مین چھری لیتے ہین لخت جگر کے پیر باندھتے ہین آنکھون پر پٹی باندھنے سے پہلے ایک نظر بھر کر آخری بار اسمٰعیل کو دیکھتے ہین زمین و آسمان تھرا جاتے ہین فرشتے چیخ اٹھتے ہین مچھلیان تالاب مین بے آب ہو جاتی ہین فضلاے دو جہان انگشت بدندان ہین لیکن ابراہیم محبت و شفقت کے جذبے سے اسوقت یکسر خالی ہین اور تعمیل الٰہی مین ہمہ تن تیار ہو کر حلقوم اسمٰعیل پر چھری چلاتے ہین مگر مالک کے حکم بغیر نہ چھری کاٹ سکتی تھی نہ گردن کٹ سکتی تھی تسلیم و رضا کا امتحان ختم ہوا اب تو رحمت حق کو بھی حرکت ہوتی ہے

طفیان ناز بین کہ جگر گوشۂ خلیل
آید بزیر تیغ و شہید شش نمی کنند

لیکن ابراہیم امتحان مین پورے اترے خواب کو سچا کر دکھایا چھری سندر مین پھینک دی اپنی دانست مین اسمٰعیل کو ذبح کر چکے ہین شکر خداوندی ادا کیا آنکھون کی پٹی کھولتے ہین تو خیریت ہوتی ہے کہ اسمٰعیل تندرست کھڑے ہین اور ایک دنبہ ذبح ہو چکا ہے۔ یہ وہ سچا خواب تھا وہ سچی داستان تھی اور یہ وہ سچی کہانی تھی جسکی نہ نظیر ممکن ہے نہ مثال مل سکتی ہے اور نہ بدل میسر لیکن ہان تاریخ کے صفحات پلٹتے جائیے اسی اسمٰعیلی قبیلے کے گل سر سبد محمد کے عزیز نواسہ حسین نے کربلا کے تپتے ہوے میدان مین سنہ ۶۱ھ میں جو کردار پیش کر دیا اس کی نظیر سے بھی تاریخ خالی ہے اصل مین یہی وہ شہادت عظمیٰ تھی جو اسمٰعیل سے درجہ بدرجہ منتقل ہوتی ہوئی حسین پر ختم ہو گئی اور آج بھی تمام روے زمین پر محمد کے غلامون مین اس یادگار کو ہر ذی الحجہ مین منایا جاتا ہے۔

اس عدیم المثال فرمانبرداری و اطاعت کی یادگار قائم رکھنے کی بہترین صورت یہ تھی کہ ان متبرک مقامات کی زیارت کی جائے اور ہزارون برس پہلے اس سرزمین پر جس عبودیت و اطاعت کیشی کا مظاہرہ ہوا تھا اسکا عملی نمونہ ہر سال آنے والی نسلون کو قیامت تک دکھایا جائے یہی وہ سچے کے خواب کی زندہ یادگار ہے جو حج کے نام سے تمام متمدن دنیا مین آج بھی مشہور ہے!

(بقیہ صفحہ (۶) کالم (۲))

ایک ہوائی جہاز کے پرواز کرنے کی آواز آئی اور اسکی نگاہین اوپر اٹھ گئین وہ اپنے لکھنے کی میز کی جانب بڑھی اسوقت اسکے محسوسات مختلف تھے اس نے تحریر کیا۔

پیلے جی! مجھے افسوس ہے کہ جب ہم تم آخری مرتبہ ملے تھے تو اسوقت میرا خیال تبدیل ہو چکا تھا مین تم سے شادی نہ کر سکونگی۔

مین نے اس معاملہ مین بہت غور و خوض سے کام لیا لیکن میری سمجھ مین یہی آیا کہ مین ایک ہوا باز کی بیوی کی حیثیت سے کبھی خوش نہ رہ سکونگی اسمین شک نہین کہ امن و امان کے زمانہ مین تو ہم پُر مسرت زندگی گذار سکین گے لیکن اگر خدانخواستہ جنگ چھڑ گئی تو کیا ہوگا مجھے ایک ہی ہفتہ کے اندر بیوگی کا لباس پہننا پڑے گا۔

مجھے یقین ہے کہ تم بات کی نزاکت کو سمجھتے ہوے مجھے معذور سمجھو گے اور اپنے اور میرے دیرینہ تعلقات محبت کو ہمیشہ قائم رکھنے کی کوشش کرو گے جس کے لیے مین اپنے آپ کو ہمہ تن تیار پاتی ہون۔

تمھاری مخلص 'جون مارکھم'

اسمین شک نہین کہ جمی ایلڈر مین اس صدمہ کے برداشت کرنے کی سکت بہت دنون مین جا کر کہین پیدا ہوئی لیکن بڑھے دکاندار سے اسکو کوئی شکایت کا موقع نہ تھا کیونکہ اسکے جادوگر نے اطمینان بخش کام انجام دیا! اور اسی طرح مسز مارکھم کے جادوگر نے بھی اپنا کمال دکھایا۔

جادوگر

(از مولوی مصلح الدین احمد صاحب اسیر کاکوروی)

افسر ہوا باز جمی ایلڈر بازار میں ایک کافی کی دکان پر گیا۔ وہ اُس روز کچھ اُداس اُداس سا تھا دکان پر پہونچکر اُسنے ایک سگریٹ کی ڈبیہ خریدی بزرگ مسلمان دکاندار نے اپنی نشست پر بیٹھے بیٹھے اُسکو بہت غور سے دیکھا اور تعجب کیا کہ وہ آج خلاف معمول کچھ غمگین معلوم ہوتا ہے۔

اُسنے پوچھا کہ صاحب! آج کیا بات ہے؟ آپ کچھ پریشان سے معلوم ہوتے ہیں؟

ایلڈر۔ دیاسلائی کی ڈبیہ سے کھیلتے ہوئے بات کو ٹالنے لگا۔

اس سے اور اس دکاندار سے جسکا نام یوسف علی تھا بہت عمدہ تعلقات تھے اور ایلڈر کئی بار پیچیدہ معاملات میں اس سے مشورہ بھی لے چکا تھا لیکن اس مرتبہ اُسکا خیال تھا کہ بیچارہ بوڑھا آدمی اس معاملہ میں کیا کر سکیگا پھر اُسکو خیال ہوا کہ یہ ممکن نہیں ہو کہ حسب سابق یہ بوڑھا آدمی اس مرتبہ بھی اس بیماری دل کے رفع کرنے میں مدد دے سکے اُسنے اس سوال کے ہر پہلو پر غور کیا پہلے تو اسکو اپنے ہی تک رکھنے کا ارادہ کرتا رہا لیکن پھر خیال آیا کہ عشاق کیلئے دل ہی دل میں گھٹنا اچھا نہیں ہوتا اسکو اسکا ذکر ضرور کرنا چاہیئے اور وہ بیدلی کے ساتھ اپنا درد دل مسلم دکاندار سے کہنے کیلئے تیار ہوا۔

ہاں یوسف! تمہارا خیال صحیح ہے میں واقعی پریشان ہوں لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اس مرتبہ تم کیا میری مدد کر سکوگے۔

اب وہ رک گیا اور دیاسلائی کی ڈبیہ سے کھیلنے لگا۔

یوسف بولا اگر میں خود کچھ نہ کر سکا تو میں کسی اور شخص سے آپ کا کام نکلوانے کی کوشش کرونگا کیا آپ مجھے اپنی تکلیف سے مطلع نہ فرمائینگے؟

ایلڈر اب بھی متامل تھا لیکن ایک لمحہ کے بعد ہکلاتے ہوئے کہنے لگا

یہ...... میر...... ی...... محبو...... بہ...... سے...... متعلق...... ہے۔

بوڑھے مسلمان کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ اسکا شبہ صحیح نکلا اُس نے بھی اپنی جوانی کے زمانہ میں محبت کی تھی اُسنے زیر لب آہ سرد کھینچی اُسکو اپنا وہ گیا گذرا زمانہ یاد آگیا جبکہ اُسنے درہ خیبر کے قریب اپنی تاک در اندازی کی بدولت اُن قبائل کے لوگوں کو خاک سیاہ چٹایا تھا جو کہ اُسکی محبت کی راہ میں حائل تھے۔

ایک باپ جسطرح اپنے بیٹے سے کسی بات کے اقبال کرانے کے وقت نرم لہجہ میں پوچھتا ہے اُسنے بھی نوجوان صاحب سے اسی طرح محبت کے ساتھ اصرار کیا۔ صاحب! مجھے ذرا تفصیل کے ساتھ بتائیے۔

ایلڈر نے آسمان کی جانب دیکھا جیسے کہ کچھ سوچ رہا ہو اور پھر کہنے لگا یوسف! تم جانتے ہو کہ معاملہ کیا ہے؟ ہرچند کہ مجھے پرواز کرتے ہوئے دو سال گذر چکے لیکن دوسرے ہوابازوں کی طرح اب تک مجھ میں اتنی ہمت نہیں پیدا ہوئی کہ دوسرے ہوائی جہازوں کو آگے بڑھنے سے روک سکوں یا ہوائی جہاز کو قلابازی کھلا سکوں جسکا یہ نتیجہ ہے کہ میں لوگوں میں بزدل مشہور ہو گیا۔

یہ بلندی کا ڈر ہے نہ کہ بزدلی لیکن اس دوشیزہ نے جس سے کہ شادی کرنے کی مجھے آرزو ہے مجھے مطلع کر دیا ہے کہ تاوقتیکہ میں آئندہ ہفتہ کے مظاہرہ پرواز میں اپنے کرتب نہ دکھاؤں وہ مجھ سے نسبت رکھنا نہیں چاہتی نہ معلوم کس نے اسکو یہ احمقانہ بات سمجھا دی ہے۔

ایلڈر نے آہ سرد بھرتے ہوئے کہا کہ میں اس لڑکی سے محبت کرتا ہوں لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میری محبت ان کاموں کے انجام دینے میں میری کیا مدد کر سکتی ہے جبکہ خود میری روح ہی پیچھے ہٹی جاتی ہے۔

فقرہ ختم کرتے کرتے وہ بوڑھے کے سامنے کھنی ٹیک کر کھڑا ہو گیا اور جواب کا انتظار کرنے لگا۔

یوسف علی نے تاسف کے ساتھ کہا کچھ عجیب خیال کی لڑکی ہے آخر ان قلابازیوں میں دھرا ہی کیا ہے جو دوسرے صاحب لوگ کھا لیتے ہیں بیشک جبکہ بات ہی پڑ گئی ہو تو آپ کو اس معاملہ میں کامیاب ہی ہونا چاہیئے اور اپنی کمزوری ظاہر نہ ہونے دینا چاہیئے۔

ایلڈر نے کہا سچ کہتے ہو لیکن مجھ میں اسکی ہمت ہی نہیں تو پھر کیونکر میں تمہاری نصیحت کو عملی جامہ پہنا کر اس لڑکی کو مطمئن کر سکتا ہوں اُسکی ضد ہے کہ مجھے ہوائی فوج کے دوسرے ہوابازوں کی طرح شجیع ہونا چاہیئے۔

یوسف علی تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا پھر آہستہ آہستہ کہنے لگا صاحب! اسمیں پریشان ہونے کی کیا بات ہے آپ مطمئن رہیں سب ٹھیک ہی ہوگا۔

آج نو بجے رات کو آپ مجھ سے اسی جگہ ملئے میں آپ کو ایک ایسے آدمی سے ملاؤں گا جو آپ کو ایسی ہمت عطا کر دیگا کہ آپ کے آگے تم ہی بھیگی بلی بن جائے گا اور آئندہ سے مظاہرۂ پرواز کی مہم میں آپ سب پر بالا رہیں گے۔

ایلڈر نے شبہ کے ساتھ دریافت کیا وہ کون آدمی ہے؟

ایک جادوگر۔

اُسنے بد عقیدگی کے ساتھ ہنستے ہوئے کہا۔ ایک جادوگر! میں ان لغویات کا قائل نہیں ہوں۔

یوسف بولا صاحب! آپ قائل ہوں یا نہوں لیکن ہم مشرقی لوگ ایسے بہت سے کام کرتے ہیں جو آپ کے ملک میں کبھی سننے میں بھی نہیں آتے آپ یہ سوچیے کہ ابتک میں آپ سے کسی مدد میں جھوٹا پڑا۔

بوڑھے دکاندار کی نگاہوں میں کوئی ایسی چیز تھی جس سے ایلڈر متاثر ہوا اور اسکی ہنسی رک گئی۔

اُسنے کہا اچھا آج رات کو میں تم سے یہیں ملونگا۔

بوڑھے آدمی کے الفاظ سے حیرت انگیز سکون حاصل کرکے وہ اپنے کوارٹر کو واپس گیا مگر اسنے اس گفتگو کا ذکر اپنے کسی دوست سے نہ کیا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ لوگ اسکو احمق بنائیں گے اور اس کی حماقت پر خوب ہنسیں گے۔

جب وہ رات کو وہ بوڑھے دکاندار سے ملا جو اسکو ایک گاڑی میں بٹھا کر شہر لے گیا جہاں انبالہ کے تنگ بازار سے گذر کر گاڑی ایک ایسی عمارت کے پاس رکی جسکا دروازہ عجیب ساخت کا تھا اور اسپر ایک سائن بورڈ نصب تھا جسپر اُردو میں کچھ لکھا ہوا تھا اور کچھ جادوگری کی علامتیں اور نشانات بنے تھے۔

یوسف کے دق الباب کے جواب میں ایک ملازم برآمد ہوا اور ان دونوں کو ایک ایسے تنگ و تاریک راستہ سے لیگیا جس میں تیل کا ایک چراغ روشن تھا۔

یہ لوگ جس کمرہ میں داخل ہوئے تھے وہ کمرہ دھوئیں سے بھرا ہوا تھا اور ایک دبلا پتلا شخص جسکے سر کے بال لمبے لمبے تھے پالتی مارے ہوئے ایک تیندوے کی کھال پر بیٹھا ہوا ایک کتاب جو اسکے گھٹنے پر کھلی رکھی ہوئی تھی ایک عجیب و غریب منتر کا جاپ کر رہا تھا۔

اُس نے ان لوگوں کے آنے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا ورد بلند جاری رکھا اور اپنے ہاتھ کو حلقہ کی شکل میں جنبش دیتا رہا۔

کچھ دیر کے بعد اُسنے پڑھنا ختم کیا کتاب بند کر دی ایلڈر اور اُسکے ساتھی کی جانب نگاہیں گڑو کر اسطرح گھور کر دیکھا کہ ان دونوں کو اسکی نگاہیں چبھتی ہوئی معلوم ہوئیں اُسنے یوسف سے مخاطب ہو کر کچھ کہا جو ایلڈر کی سمجھ میں خاک نہ آیا اور پھر دیر تک یوسف میں اور جادوگر میں باتیں ہوتی رہیں دوران گفتگو میں جادوگر ایلڈر کو بار بار حیرت سے دیکھتا جاتا تھا۔

جادوگر نے انگریز کو اپنے قریب بٹھا کر ایک مٹی کا پیالہ اُسکے آگے رکھدیا اور کہا کہ اپنے دونوں ہاتھ اسکے اندر ڈالے رکھو جسکی تعمیل ایلڈر نے ڈرتے ڈرتے کی، اسکے بعد جادوگر نے اس پیالہ میں کوئی رقیق شئے انڈیلی اور عجیب و غریب آوازیں نکالیں جس سے ایلڈر کو ڈر سا معلوم ہونے لگا اور وہ خوف زدہ ہو ہو کر یوسف کی طرف دیکھتا رہا۔

یکایک جادوگر نے اپنی آنکھیں چھت کی جانب اٹھاتے ہوئے ایلڈر کے سر پر ہاتھ رکھا اور ایک بیخودی کے عالم میں تنا بیٹھا رہا۔

چند سکنڈ کے بعد جادوگر نے ہوش میں آکر ایلڈر کے ہاتھ میں ایک دھات کا ٹکڑا دیا اور کچھ کہا جو ایلڈر کی سمجھ میں تو نہ آیا مگر یوسف نے اسکو سمجھایا۔

اُسنے کہا تھا اب تم میں ہمت و جرأت پیدا ہو گئی ہے اور اس تعویذ کو تم ہمیشہ اپنے پاس رکھنا۔

پھر یوسف نے اسکو ہدایت کی کہ جادوگر کی خدمات کے صلہ میں آپ دس روپیہ دیدیں ایلڈر نے دس روپے ادا کیے اور گھر سے باہر چلا آیا۔

دوسری صبح کو جب اُسنے ہوائی جہاز اڑایا تو اسکو اپنے بازوؤں میں ایک خاص قوت محسوس ہوئی اور ہوابازوں کا مجمع بھی جو وہاں زمین پر کھڑا ہوا اُسکی قوت پرواز کو دیکھ رہا تھا حیرت زدہ ہو گیا۔ ان لوگوں کو مشکل ہی سے اس بات کا یقین آتا تھا کہ یہ جہاز ایلڈر کے ہاتھ میں ہے۔ زمین پر اُترنے کے بعد سبھوں نے اسکو گھیر لیا اور دریافت کرنا شروع کیا کہ آخر آج تم میں اتنی ہمت کہاں سے پیدا ہو گئی مگر وہ ان سوالات کے جواب میں خاموش مسکراتا رہا۔

اسکی منسوبہ جون مارکھم نے بھی اس خبر کو حیرت کے ساتھ سُنا اور اس معرکۃ الآرا پرواز کا ذکر اپنے والد سے کیا، والد! مین نے آپسے نہ کہا تھا کہ ایڈمرڈ یقیناً اسکو کر سے جائیگا۔

اسکے باپنے جو کہ شدت سے اس نسبت کے خلاف تھا اس خبر کو بے اعتنائی سے سُنا وہ جھلانے لگا میری سمجھ مین نہین آتا کہ اگر اُس مسرف نوجوان نے جہاز کو ہوا مین چند قلابازیان کھلا بھی لین تو اس سے تمھاری ازدواجی زندگی کی مسرتین کیونکر یقینی ہوگئین۔

جوُن نے غصہ مین جواب دیا وہ مسرف ہرگز نہین ہے مین اس سے محبت کرتی ہون اور یہی میرے لئے بہت کافی ہے اگر آج والدہ زندہ ہوتین تو وہ بھی اس نسبت سے اختلاف نہ کرتین آپ خواہ مخواہ میری راہ مین روڑے اٹکاتے ہین اور چاہتے ہین کہ مین ہورلیس ٹیوڈلی سے شادی کرلون مین اس شخص سے نفرت کرتی ہون اور کبھی اسکے ساتھ شادی نہ کرونگی۔

وہ غصہ سے بے حال ہوکر بیٹھ گئی اور اسکو دورہ سا ہونے لگا اسکے باپنے اسکی تشفی کی کوشش نہ کی بلکہ سامنے میز پر رکھی ہوئی اسکی والدہ کی تصویر کو خاموشی کے ساتھ دیکھنے لگا۔

اسکا باپ اگرچہ ایک انگریز تھا لیکن بچپن ہی سے ہندوستان مین پرورش پانے کے باعث یہین کے رسم و رواج اور توہمات اسکے رگ و ریشہ مین سرایت کر گئے تھے، اُسی شب کو اُسنے اپنے خانساماں سے بہت دیر تک آہستہ آہستہ گفتگو کی، اسکے بعد اسکے ساتھ ایک مشہور جادوگر سے ملنے کے لئے روانہ ہوا۔

آدھی رات کو جب وہ واپس آیا تو اسکے ہاتھ مین ایک پُلندہ تھا جسین کچھ سفوف سا تھا اور جسکے بارہ مین اسکو ہدایت کیگئی تھی کہ وہ اپنی ضدی بیٹی کی چاء کی پیالی مین نظر بچاکر ڈالدے اُسنے اس ہدایت پر عمل بھی کیا اور تمتمندی کے جوش مین دل ہی دل مین کہہ رہا تھا کہ جادو کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہین کر سکی۔

مقررہ مظاہرۂ پرواز آئیوالے بدھ کو تھا اسکے دیکھنے کیلئے کرشاہی فوج کیا کیا کرتب دکھاتی ہے انبالہ کا انبالہ ڈھل پڑا تھا۔ جوُن مارکھم بھی مجملہ اور لوگون کے بہت اشتیاق کے ساتھ اسکو دیکھنے آئی تھی وہان کے کرتبون کو بالخصوص بھی ایڈمرڈ کی معرکۃ الآرا بازیگرون کو دیکھکر اُسکے حواس جاتے رہے۔

آخرکار تمام کرتب ختم ہوئے اور لوگ انعام لینے چلے، اسوقت جوُن کی خوشی دیکھنے کے قابل تھی، جب اُسنے دیکھا کہ جمی انعام حاصل کرنے کیلئے آگے بڑھا اُسکے لئے تالیان بجائی گئین اور انعام تقسیم کنندہ صاحب نے بہت ہی پرجوش طریقہ پر مبارکباد دیتے ہوئے اسکو اول انعام عطا فرمایا۔

وہ اس جم غفیر مین جمی ایڈمرڈ تک پہونچنے سے قاصر رہی اور گھر واپس ہوگئی یہان پہونچکر اُسنے یہ مسرت بخش خبر اپنے بد دل باپ کو سُنائی۔

جوُن اُسی شب کو خوشی خوشی سوئی اور صبحدم خلاف معمول بہت ہی سویرے اُٹھی کیونکہ اُسکو توقع تھی کہ جمی ملاقات کیلئے آئیگا۔

وہ اپنے بال بنا رہی تھی کہ اسکی نظر سامنے کھلی ہوئی کتاب کے ایک صفحہ پر پڑی جسکو اُسنے پڑھنا شروع کیا اسمین لکھا تھا کیا واقعی تماشبین فوجی لوگون کی سچی تعریفین کر سکتے ہین؛ نہین ہرگز نہین؛ انکی نظر دراصل تصویر کے ایک ہی رخ پر پڑتی ہے وہ صرف لوگون اور مشینون کی شان و شوکت، ترتیب و درآراستگی ہی کو دیکھتے ہین لیکن انکو کیا خبر کہ شہر کے کتنے ہسپتال ایسے ہین جنمین زخمی اور کراہتے ہوئے فوجی سپاہی یا زخمی جانورون؛ کتنے ہوائی جہاز اس بُری طرح تباہ ہوئے ہین کہ اب اُن کی مشینون کے پرزون اور انمین پرواز کرنیوالون کی صورتون کا پہچاننا بھی مشکل ہے، تم بھی جنگ کے اس رُخ کو دیکھنا نہین چاہتین کیونکہ اُس کا اصلی رُخ یہی ہے اور اُسکے دیکھنے سے دلکو صدمہ ہوتا ہے اور یہ تاریک رُخ اسوجہ سے اور بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ فوج مین بھرتی کرنیوالے افسرون کا مقصد اسکے دکھانے سے فوت ہوتا ہے۔

اس عبارت کو پڑھکر وہ مغموم ہوگئی اسکو کبھی اس تاریک رُخ کے دیکھنے کا خیال بھی نہ آیا تھا اب اسکو فوجی زندگی کے خطرات کا یقین ہوگیا۔

دروازہ پر دستک کی آواز معلوم ہوئی اور ملازم جمی کا خط لیے ہوئے اندر داخل ہوا جسمین لکھا تھا مین اپنے کام پر ہونے کے باعث اسوقت نہ آسکونگا لیکن جوُن اب تو تمھارا منشا پورا ہوگیا اب یقیناً بہت جلد تم میری بیوی بنجاؤگی۔

اُسنے سوچتے ہوئے کھڑکی کے باہر دیکھا جہان کچھ لڑکے گھانس پر ایک گیند سے کھیل رہے تھے یکایک اُسکے کانون مین (باقی صفحہ پر)

وطن کی خبرین

ضروری:- اعزہ و احباب و سب اہل وطن سے جو باہر ہین خواہ وطن مین گذارش ہے کہ اپنے یہان کی قابل ذکر خبرین اور اطلاعات دفتر مین روانہ کرکے مشکور کرتے رہین۔ ایڈیٹر

موسم:- گذشتہ عشرہ کے ابتدائی ایام مین کئی دن غیر معمولی سردی پڑنے کا سبب یہ معلوم ہوا کہ بعض قریبی اضلاع مین ژالہ باری ہوئی اور بعض مقامات پر بہت بڑے بڑے اولے گرے پہاڑون پر بھی غیر معمولی برفباری کی اطلاعین ملین، تیز و تند ہوا نے سردی کو اور بھی چمکا دیا تھا۔ اب کئی دن سے ہوا کے بند ہو جانے سے رُت بالکل بدلنے لگی ہے اور دن کو دھوپ مین خاصی گرمی محسوس ہوتی ہے رات کو بھی اب زیادہ سردی نہین معلوم ہوتی

آب و ہوا:- ہنوز انفلوئنزا کی شکایت سنی جاتی ہین۔ نزلہ و زکام کا ہونا تغیر موسم کے سبب سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

تقریب عقد:- ۱۹؍ فروری ۳۷ء کو عبد الشکور خانصاحب (چودھری محلہ) کی صاحبزادی و محسن علیشاہ صاحب کی نواسی کا عقد نکاح منشی عبد الکریم صاحب کے ساتھ ہوا۔ بارات لکھنؤ محلہ ڈالی گنج سے آئی تھی۔ بعد نماز ظہر نکاح خوانی ہوئی اور شام کو رخصتی عروس عمل مین آئی۔ ہم عبد الشکور خانصاحب و محسن علی شاہ صاحب کو فرض سے سبکدوش ہونے پر دلی مبارکباد دیتے ہین۔

ولادت:- دکن کی ایک تحریر سے اطلاع ملی ہے کہ صبیہ خورد سید عاشق حسین مرحوم (محلہ بستی رام گڑھی) کے یہان بمقام تعلقہ آرمور ضلع نظام آباد (جہان اُنکے شوہر مولوی مشیر الزمان ساکن قصبہ نیوتنی ملازم ہین) ۱۱ و ۱۲ ذی الحجہ ۵۵ھ کی درمیانی شب مین لڑکا پیدا ہوا اللہ تعالےٰ مبارک فرمائے اور مولود کی عمر دراز ہو و صاحب اقبال کرے۔

یوم شہید گنج:- آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے حسب ہدایت ۱۹؍ فروری ۳۷ء کو زیر اہتمام "کاکوری مسلم لیگ" ایک جلسۂ عام یوم شہید گنج منانے کیلئے بعد نماز جمعہ زیر صدارت قاضی راشد علیخان عباسی بی اے انعقاد پذیر ہوا۔ تلاوت کلام پاک سے جلسہ کی کاروائی شروع کیگئی۔ اولاً جناب صدر نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد پر مدلل تقریر کی اور مسلمانون کو اتفاق و یکجہتی کے ساتھ متحد ہو کر لیگ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کی تلقین کی اور مسجد شہید گنج کے متعلق تفصیلی واقعات بتلائے۔ اسکے بعد سید محمد مشیر الدین سکریٹری "کاکوری مسلم لیگ" نے آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا منظور کردہ ریزولیوشن پڑھکر سنایا اور اپنی تقریر مین بیان کیا کہ مسلمانون کو متحد ہو کر مسجد شہید گنج لاہور کی بازیابی کے لئے عملی کوشش کرنے پر غور کرنا ہے کہ کیونکر اسکو واپس لیا جا سکتا ہے اور لاہور ہائیکورٹ کے حال کے فیصلہ سے جو صورت پیدا ہو گئی ہے اُس سے ملک کو عموماً اور مسلمانون کو خصوصاً بہت خطرناک نتائج پیدا ہونے کا احتمال ہے اور ہائیکورٹ کے اس فیصلہ کو مسلمان مداخلت فی الدین تصور کرنے مین بالکل حق بجانب ہین اسکے بعد حسب ذیل تجویز بالاتفاق پاس ہوئی:-

"مسلمانان قصبہ کاکوری کا یہ جلسہ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل پر اپنے کامل اعتماد کا اظہار کرتا ہوا اور اس امر کو تسلیم کرتے ہوے کہ مسلمانان ہند مسجد شہید گنج کی بازیابی کا عہد کر چکے ہین۔ پنجاب ہائیکورٹ کے حال کے فیصلہ کے اُن اہم نتائج پر کہ جو اُس سے پیدا ہوئے ہین کافی غور و خوض کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک خاص اجلاس جلد از جلد اس غرض سے منعقد کیا جائے کہ وہ اس سلسلہ مین کوئی آخری راہ عمل متعین کرے۔"

یہ تجویز اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرون مین منظور کی گئی۔ (رپورٹر)

صحت و سکون:- (۱) والدۂ حاجی مولوی امیر احمد علوی صاحب بی اے پنشنر ڈپٹی کلکٹر کے متعلق معلوم ہوا کہ گذشتہ عشرہ مین درد کی شکایت ہو گئی تھی، کئی دن تکلیف رہی اب بفضلہ تعالےٰ اچھی ہین اور طبیعت صاف ہے۔

(۲) ارشد علی سلمہٗ خلف قاضی راشد علیخان عباسی کو شدید انفلوئنزا ہو گیا تھا۔ کئی دن بخار بہت تیز رہا ۱۰۳ و ۱۰۵ ڈگری ہو جاتا تھا۔ اب بفضلہ تعالےٰ حرارت نہین ہے البتہ ابھی ضعف و کمزوری باقی ہے جو انشاء اللہ بتدریج رفع ہو جائے گی۔

(۳) مولوی احمد حسن علوی بی اے کو ابھی کافی ضعف ہے، اسی وجہ سے ریڈیم کے طریقہ علاج کے تیسرے کورس کیلئے پٹنہ نہین جا سکے۔ قوت کیلئے ڈاکٹر کی مجوزہ دوا کا استعمال شروع ہوا ہے۔

(۴) یہ خبر نہایت مسرت سے سنی گئی کہ بابو جگدیش نرائن صاحب

(محلہ کاپتھان) کی اہلیہ تقریباً تین ماہ کے قیام لکھنؤ کے بعد مشن اسپتال سے بفضلہ تعالیٰ تندرست ہو کر کاکوری واپس آ گئیں۔

(۵) حاجی محمد حسن صاحب علوی (مخدوم شیخ سعدی محلہ) کی اہلیہ گزشتہ ۵ ار فروری ۱۹۴۰ء کو بمقام لکھنؤ دفعۃً بہت سخت علیل ہو گئی تھیں فوراً بروقت طبی امداد پہنچ جانے سے اب بفضلہ تعالیٰ اچھی ہیں صرف خفیف ضعف ہے اللہ تعالیٰ جلد قوت عطا فرمائے۔

علالتین :- (۱) جناب شاہ تقی حیدر صاحب قلندر کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ دوسری آنکھ کی بینائی میں کمی ہو گئی تھی قدح کرانے خیرآباد (ضلع سیتاپور) تشریف لے گئے ہیں۔ خدا کرے اپریشن کامیاب ہو اور بخیریت واپس تشریف لائیں۔

(۲) اہلیہ مولوی احسن مجتبےٰ علوی (شیخ سعدی محلہ) کے متعلق معلوم ہوا کہ عرصہ سے لکھنؤ میں بغرض علاج مقیم ہیں۔ بخار و اختلاجی کیفیات میں کمی ہو جاتی ہے اور چندے سکون رہتا ہے کہ پھر وہ کیفیات پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ آجکل بھی اختلاجی کیفیت کا ہونا معلوم ہوا ہے گو بخار میں کمی ہے۔ خداوند کریم مریضہ کو جلد صحتیاب فرما کر کاکوری واپس لائے۔

انتقال :- (۱) معلوم ہوا کہ ۱۲ ار جنوری ۱۹۴۰ء کو بمقام گورکھپور مسٹر انور علی بیرسٹر و مسٹر شاکر علی عباسی صاحبان بیرسٹر ایٹ لا کی والدہ نے انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کو عرصہ سے گردہ کی شکایت تھی اس ضعیفی اور بڑھاپے میں مرض کے دورے سخت اور جلد ہوتے تھے۔ ایک ہفتہ کے وقفہ سے یعنی ۱۹ ار جنوری ۱۹۴۰ء کو مسٹر انور علی بیرسٹر ایٹ لا نے بھی بمقام گورکھپور داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنی والدہ محترمہ سے جا ملے۔ مرحوم پر عرصہ ہوا فالج کا شدید حملہ ہوا تھا جس نے انکو بالکل بیکار کر دیا تھا اور وکالت بالکل ترک ہو گئی تھی۔ یہ فالج کا تیسرا حملہ تھا جس سے جانبر نہ ہو سکے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے آدمی تھے اور اپنے وطن (اپنی وطن) سے بڑا انس و محبت کا اظہار فرماتے تھے باوجود ترک وطن کے جبتک صحیح و تندرست رہے سال میں ایک دو مرتبہ کاکوری ضرور آتے اور لوگوں سے ملاقات کرتے تھے۔ ہمکو ان دونوں حادثوں میں مسٹر شاکر علی صاحب سے دلی ہمدردی ہے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ مرحومین کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور مسٹر شاکر علی کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

(۲) منشی عبدالرشید خانصاحب ملیح آبادی جنھوں نے سال گزشتہ کاکوری میں گھر مکان بنایا تھا اور یہیں بود و باش کرنے کے عزم سے ۱۵ ار جنوری ۱۹۴۰ء کو بارہ بنکی سے جہاں وہ ملازم تھے پنشن لیکر آ گئے تھے ۱۲ ار فروری ۱۹۴۰ء کو صبح ۸ بجے اپنے نوتعمیر مکان میں انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ علالت بظاہر معمولی تھی پہلے پیٹ میں درد اٹھا تھا جو تمام جسم میں پھیل گیا اور مرض الموت ثابت ہوا۔ باوجود بہترین معالجہ کے مرض کی تشخیص نہو سکی۔ خداوند کریم مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اعزہ و پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا کرے۔

(۳) اہلیہ میر احسان علی صاحب (رولی نگر) جنکی علالت کی اطلاع گزشتہ پرچہ میں بھی درج ہوئی تھی ۱۹ ار فروری بروز شنبہ ۵ بجے صبح کو انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ باوجود مختلف قسم کے معالجات کے مرض میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ ہم بارگاہ رب العزت میں مرحومہ کی مغفرت اور میر احسان علی صاحب اور مرحومہ کے صاحبزادہ میر نیاز علی صاحب و دیگر اعزا کے لئے صبر جمیل عطا ہونے کی دعا کرتے ہیں۔

متفرقات :- ۲۵ ار فروری ۱۹۴۰ء کو کاکوری فائنل اسکول کے ڈبیٹنگ کلب کا جلسہ زیر صدارت مولوی راحت حسین صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد ہوا درجہ ششم و پنجم کے طلبانے درجہ ہفتم کے طلبا کو جو حالانہ امتحان دینے لکھنؤ جا رہے تھے ایڈریس دیا اور محمد صفی نے الوداعی نظم پڑھی۔ اکثر طلبا و مدرسین نے تقریریں کیں اور طلبا کو اپنی آئندہ زندگی بہتر بنانے کیلئے مفید باتیں بتلائیں۔ جناب صدر نے اپنی تقریر میں جانے والے طلبا کی جدائی پر اظہار مسرت و افسوس کرتے ہوئے انکی کامیابی کی توقع ظاہر کی۔ سکریٹری نے شرکاء جلسہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے گارڈن پارٹی میں (جو درجہ ہفتم کو منجانب طلبا درجہ ششم و پنجم دیگئی تھی) شرکت کرنے کی حاضرین سے استدعا کی۔ یہ جلسہ اپنی نوعیت کا پہلا جلسہ تھا اور بہت کامیاب رہا۔ (سکریٹری کلب)

حیدرآباد کی اطلاع :- (۱) بابو رام نرائن لال صاحب کھرے (قائم مقام تحصیلدار) کا انتخاب تحصیلداری میں ہو گیا۔ ہم بابو صاحب کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

(۲) مولوی نظام الدین حیدر صاحب ڈائرکٹر محکمہ زراعت ازرعی کونسل دہلی میں منجانب ریاست شرکت کیلئے یکم مارچ کو جانیوالے ہیں ۱۵ ار مارچ تک واپس بلدہ ہو نگے۔

(۳) منشی رضی الحسن علوی صاحب نے منشی تحصیلدار صرفخاص مبارک کو دوسری؟

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید ترسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال علی) کاکوری سے سید محمد بشیر الدین نے شائع کیا۔